سلسلۂ نصابیات علمیہ جامعۂ عثمانیہ

برطانوی حکومت ہند

(انڈرسن صاحب کی کتاب برٹش اڈمنسٹریشن ان انڈیا کا اردو ترجمہ)

انٹرمیڈیٹ کے لئے

مُترجمۂ

مولوی محمد الیاس برنی صاحب ایم۔ اے۔ ال ال۔ بی (علیگ)

(سابق پروفیسر اکنامکس علیگڈھ کالج)

پروفیسر معاشیات کلیۂ جامعۂ عثمانیہ

سنہ ۱۳۴۲ھ م سنہ ۱۳۳۳ف م سنہ ۱۹۲۴ء

(طبع ثانی)

مطبوعۂ دار الطبع جامعۂ عثمانیہ سرکار عالی حیدرآباد دکن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پہلا باب

تاریخی مقدمہ

تقسیم دور

جب سے انگریز ہندوستان آئے۔ یہاں کی تاریخ میں تین دور نمودار ہو چکے ہیں۔ سترھویں صدی کے شروع سے اٹھارویں صدی کے وسط تک "ایسٹ انڈیا کمپنی"، تاجروں کی ایک باقاعدہ جماعت تھی جو دیسی حکومتوں کی مروت سے ہندوستان میں کاروبار کرتی تھی۔ اس زمانے میں یہاں ہالینڈ اور فرانس کی تجارتی کمپنیاں بھی موجود تھیں۔ اس کے بعد انیسویں صدی کے وسط تک یعنی سو برس تک انگریزی کمپنی یہاں سلطنت کے قیام اور استحکام میں مصروف رہی۔ یہاں کی حکومت میں وہ زیادہ دخل دینے لگی اور اس میں اس قدر منہمک ہوئی کہ بالآخر اس کے تجارتی حقوق اور کاروبار کا خاتمہ ہو گیا۔ اس دوران میں شاہ انگلستان کا دخل بڑھتا رہا حتیٰ کہ ۱۸۵۷ء کی شورش کے بعد کمپنی کے رہے سہے حقوق بھی شاہ انگلستان نے لے لئے۔ شاہ انگلستان کے زیر حمایت آجانے سے ہندوستان میں ایک کایا پلٹ ہو گئی اور ترقی کا نیا دور شروع ہوا۔

ان تین دور میں اب ایک چوتھے دور کا اور اضافہ ہوا جسکی ۲۰ اگست ۱۹۱۷ء کے مشہور اعلان سے ابتدا ہوتی ہے۔ اس روز ملک معظم کی سرکار نے دیوان عام میں یہ اعلان کر دیا کہ سلطنت ہند کی آئندہ ترقی میں مدنظر رہنے کے واسطے یہ اصول تسلیم کئے جاتے ہیں کہ نظم و نسق کے ہر شعبہ میں ہندوستانیوں کا تعلق اور دخل بڑھایا جائے۔

باب ۱

اور خود اختیاری حکومت کے ادارات کو بتدریج ترقی دی جائے۔ تاکہ ہندوستان کو ذمہ دار حکومت روز افزوں طور پر حاصل ہو اور ہندوستان سلطنت برطانیہ کا ایک جزو لاینفک بھی بنا رہے۔

ہندوستان میں دستور کا نشوونما کیونکر ہوا؟ اس بحث کے سلسلے میں اوّل تو اُن چارٹروں یا منشوروں کا مختصر ذکر ضروری ہے۔ جو ابتدائی زمانے میں ایسٹ انڈیا کمپنی کو وقتاً فوقتاً ملتے رہے۔ اس کے بعد یہ بیان ہوگا کہ ہندوستان کے متعلق پارلیمنٹ میں کیا کیا قانون پاس ہوتے رہے اور ہر بیس سال بعد جو منشور پر نظر ثانی ہوئی تو کیونکر کمپنی کے حقوق و اختیارات بتدریج سلب ہونے سے ہندوستان کے معاملات پر پارلیمنٹ کا اقتدار بڑھتا گیا پھر یہ تفصیل پیش ہوگی کہ ۱۸۵۸ء سے بعد کو پارلیمنٹ نے وہ کیا کیا قانون نافذ کئے جن میں اس امر کی کوشش کی گئی کہ ہندوستانیوں کو حکومت میں حصہ لینے کا کم و بیش موقع دیا جائے۔ اور سب سے آخر وہ تبدیلیاں بیان ہونگی جو ۲۰ اگست ۱۹۱۷ء کے اعلان کے بموجب عمل میں آئیں۔

(۱) ۱۵۹۹ء تا ۱۷۶۵ء ایسٹ انڈیا کمپنی دور اوّل۔

نئی دنیا کی دریافت اور جدید یورپ کی نشوونما۔

قسطنطنیہ ترکوں کے ہاتھ آنے اور امریکہ اور کیپ آف گڈ ہوپ دریافت ہونے کے بعد ہی یورپ کی تاریخ میں کایا پلٹ ہو گئی دول کی دلچسپی کا مرکز بحر روم کے مشرقی ساحل سے ہٹ کر بحر اوقیانوس پر آرہا۔ گویا بحر اوقیانوس نئی دنیا کا بحر روم بن گیا۔ مغربی یورپ کی اقوام نے کچھ تو اپنے جغرافی موقع محل کے طفیل سے اور کچھ اپنے من چلے ملاحوں اور جہاز رانوں کی اولوالعزمیوں کی مدد سے ہندوستان اور امریکہ سے تجارت شروع کرنے میں سب پر پیشقدمی کی۔ ۱۴۹۹ء کا ذکر ہے کہ واسکوڈے گاما کالیکٹ آکر اترا۔ اور تھوڑے ہی عرصے کے اندر ہندوستان میں ایک پرتگالی حکومت قائم ہو گئی۔ چند سال بعد پرتگال تو اسپین کی بڑی سلطنت میں ضم ہو گیا۔ لیکن اسپین کو جو تجارتی اجارہ حاصل تھا انگلستان اور ہالینڈ پہلے ہی سے اس کے توڑنے کی فکر میں تھے۔ انگلستان کی تاریخ میں یہ زمانہ نہایت اہم گزرا ہے جبکہ لنکسٹر خاندان کے کمزور بادشاہوں کا سلسلہ ختم ہوا اور ٹیوڈر خاندان

باب۱ انگلستان کے درمیان وہ تعلقات قائم کردیئے جو آگے چلکر قریب تر ہوتے گئے ملکہ الیزبتھ نے جو منشور عطا کیا تھا۔ بعد کے بادشاہ وقتاً فوقتاً اس کی تجدید کرتے رہے۔ اور ۱۶۸۸ء کے انقلاب کے بعد منشور کی تجدید باقاعدہ پارلیمنٹ کے قانون سے ہونے لگی منشور دینے اور منافع میں حصہ بانٹنے کے سوا حکومت برطانیہ کو کمپنی کے معاملات سے کچھ سروکار نہ تھا۔ اور نہ وہ کسی طرح پر ذمہ دار تھی۔ اول اول تو اختیارات اور نگرانی ایک گورنر اور ایک کونسل کے ہاتھ میں تھی۔ بعد کو اس کام کے واسطے کمپنی کے مالکوں اور ناظموں کی جدا جدا مجلسیں بن گئیں مالکوں میں شمار ہونے کے لئے کمپنی کے دوسو پونڈ کے اسٹاک یا حصہ کی خریداری کافی تھی۔ لیکن ناظموں کی جماعت میں شریک ہونے کے واسطے کم از کم دو ہزار پونڈ کا اسٹاک خریدنا لازمی تھا۔ ہر سال کل مالک یا شرکاء اپنے آپس میں سے ناظم منتخب کرتے تھے۔ مالکوں اور ناظموں کی مجلسوں میں بہ لحاظ اختیارات جو تعلقات تھے ان کی بھی صراحت اچھی طرح نہیں ہوئی تھی۔ البتہ یہ صاف ظاہر ہے کہ مالکوں کو ناظموں کے فیصلے منسوخ کرنے کا برابر اختیار تھا۔ تجارتی اجارہ کے علاوہ کمپنی کو منشور میں یہ بھی حق مل گیا تھا کہ وہ چاہے تو اراضیات حاصل کرے۔ اپنے مقامات کی قلعہ بندی کرے، مسلح طاقت سے اپنے مال و جائداد کی حفاظت کرے، سکہ چلاوے، اور اپنی بستیوں میں عدالتیں قائم کرکے انصاف جاری کرے اگرچہ ہالینڈ اور پرتگال والے بہت جلد تجارت کو چھوڑ کر موقع ملتے ہی ملک گیری پر اُتر آئے، لیکن انگریزوں نے اول اول تجارتی رعایات اور سہولتیں حاصل کرنے کی کوشش کی اور چند تجارتی مقامات کے قبضہ پر قانع رہے۔ سب سے پہلا تجارتی مقام تو سورت تھا۔ جہاں شاہنشاہ جہانگیر کی طرف سے چند خاص رعائتیں مرحمت ہوگئی تھیں۔ ۱۶۱۶ء میں کمپنی نے ایک کارخانہ مسولی پٹم میں جاری کیا۔ اور ۱۶۴۰ء میں کمپنی نے ایک راجہ سے کچھ زمین خرید کر فورٹ سینٹ جارج تعمیر کیا، جو اب بھی بہ مقام مدراس موجود ہے۔ دریائے ہگلی پر بھی ایک کارخانہ کھولا جو ۱۶۹۰ء میں کلکتہ کو منتقل ہوگیا۔ ۱۶۶۲ء میں پرتگالیوں نے بمبئی کا مقام چارلس دوم کو دے ڈالا۔ چارلس نے چند ہی سال بعد اس کو دس پونڈ سالانہ

باب ۱

کمپنی ایک حکمراں جماعت بنتی ہے

لگان پر کمپنی کے ہاتھ اُٹھا دیا وہی مقام ہے جہاں اب بمبئی جیسا شہر آباد ہے۔

اٹھارھویں صدی کے شروع شروع ہندوستان میں بہت بد نظمی پھیلی ہوئی تھی۔ مغلیہ خاندان کے آخری فرمانروا یعنی اورنگ زیب عالمگیر نے ۱۷۰۷ء میں رحلت کی۔ اسلامی سلطنت کو اس سے پہلے ہی گھن لگ چکا تھا۔ مرہٹے مسلمان شہزادے اور ہندو راجہ سب کے سب سلطنت مغلیہ کے حصے بخرے کرنے میں کشمکش کر رہے تھے انگریزوں کی تجارت معرض خطر میں آگئی، اور کمپنی کو ہندوستان کے سیاسیات میں دخل دیے بغیر کوئی چارہ نہیں رہا۔ ولندیزوں پر جو اُن کے ملک ہالینڈ میں مصیبت آئی تو ان کی طاقت ٹوٹ گئی اور ان میں سے بیشتر لوگ جزائر شرق الہند میں آبسے جہاں اب تک ان کی حکومت جاری ہے۔

اس دوران میں ایک اور یورپی جماعت داخل میدان ہوئی۔ ۱۶۶۴ء کا ذکر ہے کہ لوئی چہاردہم کے طولانی عہد حکومت میں ایک شخص کولبرٹ کے خاص اہتمام اور اور نگرانی میں ایک فرانسیسی ایسٹ انڈیا کمپنی قائم ہوئی۔ لیکن شاہ لوئی نے غلطی یہ کی کہ فضول یورپ میں جنگ کا سلسلہ باندھ دیا، اپنی نہایت محنتی اور صناع رعایا یعنی ہوگیناٹ لوگوں کو مذہبی سخت گیری سے پریشان کر دیا۔ اپنی حکومت کو زائد از ضرورت مرکزی بنا دیا۔ یعنی محکموں کے ہاتھ سے اختیارات سلب کرکے اپنے ہاتھ میں لے لئے۔ یہی اسباب تھے جن سے مستقل فتنہ و فساد کی بنا پڑی اور جنھوں نے فرانسیسیوں کے منصوبوں کو مشرق میں کبھی سرسبز نہ ہونے دیا۔ البتہ جب اٹھارویں صدی میں کا بہت سا زمانہ گزر گیا اور لوئی بھی رخصت ہو چکا تو فرانسیسیوں کی قسمت نے مشرق میں پلٹا کھایا۔ ۱۷۱۵ء میں جزیرہ ماریشس پر قبضہ ہو گیا اور بحر شرقی میں فرانسیسی بیڑے کا وہی صدر مقام قرار پایا۔ پانڈیچری اور چندر نگر میں جو قدم جمے تو وہاں سے اندرون ملک میں پاؤں پھیلانے کی کارروائیاں شروع ہوئیں۔ ۱۷۴۱ء میں ڈوپلے گورنر بنکر پانڈیچری آیا کہ تاریخ ہندوستان میں ایک نیا دور شروع ہو گیا۔ اس نے خوب اندازہ کر لیا کہ ہندوستان میں یورپ والوں کی ترقی و اقتدار کے واسطے بہت وسیع میدان موجود ہے۔ چنانچہ اس نے پالیسی یہ قرار دی کہ ہندوستانی حکمرانوں کے باہمی جھگڑوں میں دخل دے

اور ہندوستانی فوجوں کو یورپ کے طریق پر قواعد سکھائے۔ دم کے دم میں اس کو کامیابی حاصل ہوگئی۔ اور کچھ روز کے واسطے جنوبی ہندوستان میں فرانس کا سب پر سکہ بیٹھ گیا۔ مگر اب ایک طرف کلایو جیسے اولوالعزم جنرل کا مقابلہ اور دوسری طرف فرانس کی دل آزار بے توجہی اور بے اتفاقی اور سب پر طرہ یہ کہ انگلستان کا سمندر پر پورا پورا تسلط قائم تھا نتیجہ یہ ہوا کہ ڈوپلے کی امیدوں پر پانی پھر گیا اور بنگال اور جنوبی ہندوستان میں انگریزی کمپنی کو وہ ذمہ داریاں قبول کرنی پڑیں جس کا اس کو وہم و گمان بھی نہ تھا۔ ۱۷۶۵ء میں کلایو نے کمپنی کی طرف سے بنگال، بہار اور اڑیسہ کی دیوانی شاہ دہلی سے اپنے ہاتھ میں لے لی۔ اور اسی قابل یادگار واقعہ پر دور اول کا اختتام سمجھنا چاہیئے۔

(۲) ۱۷۶۵-۱۸۵۸ عیسوی - دوہری حکومت دورِ دوم۔ دوسرا دور

۱۷۷۲ء کا ذکر ہے۔ جبکہ لارڈ نارتھ کی وزارت برسر اقتدار تھی۔ انگلستان ہندوستان کی طرف متوجہ ہوا جہاں ایک نئی صورت پیدا ہوگئی تھی۔ ایک تجارتی کمپنی نے عجیب و غریب حالات سے مجبور ہو کر ہندوستانی سیاسیات میں دخیل ہونا شروع کر دیا تھا۔ اور وہ کروڑہا مخلوق پر حکومت کرنے کی ذمہ داری اپنے اوپر لے چکی تھی۔ ہندوستان کے اصلی حالات کے متعلق انگلستان کی عام رائے میں بہت مغالطہ پھیلا ہوا تھا۔ یہ سچ ہے کہ کمپنی کے بعض ملازم بیحد دولت گھسیٹ رہے تھے لیکن ساتھ ہی کمپنی کی مالی حالت کچھ اچھی نہ تھی۔ قرضہ کا بار بہت بڑھ گیا تھا۔ فوجیں تیار رکھنے کی ضرورت تھی۔ لڑائیوں میں اس کو شکست بھی اٹھانی پڑتی تھی۔ بالخصوص جنوبی ہندوستان میں حیدر علی کو کمپنی کے مقابلہ میں ایک بڑی کارگر فتح حاصل ہو چکی تھی۔ اور قحط نے بنگال میں سخت افلاس پھیلا رکھا تھا۔ بایں ہمہ ہر سال بڑھ بڑھ کر مقسوم نکلتا تھا اور حصہ دار پھر بھی زیادہ ہی زیادہ کا مطالبہ کرتے تھے۔ مزید براں انگریزوں کے ظلم و تشدد کے افسانے برابر ہندوستان سے انگلستان پہنچتے رہے۔ بہت سے لوگوں کا خیال ہو گیا کہ اس پیچیدگی کا ایک ہی حل ہے وہ یہ کہ حکومت برطانیہ کمپنی کے مقبوضات کے انتظام میں عملاً زیادہ مداخلت کرے اور کمپنی کے سیاسی اختیارات کی حتی الوسع صاف صاف تشریح کردے۔